# قرآن اور احادیث کے نقطہ نظر سے خاندانی طرز زندگی کے تعمیری اور تخریبی عوامل کا مطالعہ

محمد حسین حافظی[۱] (پاکستان)

**اشاریہ:**

معاشرے کا ایک اہم رکن خاندان ہے اور خاندان کے اہم رکن میاں بیوی ہیں۔ اسلام نے خاندان اور اس کے تحفظ کو بہت اہمیت دی ہے۔ خاندان میں ازدواج، ذہنی و نفسیاتی سلامتی اور معاشرے میں ذہنی سلامتی کے حصول کا سب سے اہم عنصر ہے۔ اس مقالہ کو لکھنے کا مقصد قرآن اور احادیث کے نقطہ نظر سے خاندانی زندگی کی تعمیری اور تخریبی عوامل کا مطالعہ کرنا ہے۔ یہ تحقیق ایک طرح کی بنیادی نظریاتی تحقیق ہے اور حاصل کردہ مواد کو کتاب خانے کی روش کے طریقہ کار سے تجزیہ کرنے کے لئے جمع کیا گیا ہے۔ اس مقالے میں، پہلا مرحلہ کتاب خانے کی روش کو استعمال کرتے ہوئے آیات الہی کا مطالعہ کرنا ہے جو خاندان سے متعلق ہے۔ دوسرے مرحلے میں، اسلامی اہم منابع اور ذرائع جیسے کتاب بحار الانوار، الاستبصار و۔۔ کا استعمال کرتے ہوئے خاندانی طرز زندگی کی تعمیر اور تخریب کے عوامل سے متعلق مطالب جمع کیے گئے ہیں۔ تیسرے مرحلے میں، اس کی تعمیر اور تخریب کے اسباب اور عوامل کو قرآنی نقطہ نظر سے بیان کیا گیا ہے اور آخر میں ان مطالب سے نتیجہ اخذ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ تحقیق کے نتیجے سے یہ پتہ چلا کہ خدا نے قرآن مجید میں، خاندانی طرز زندگی کو امن، سکون اور سلامتی کے طور پر بیان کیا ہے۔ اسلام، ایک دین کامل ہونے کی حیثیت سے، انفرادی اور معاشرتی دونوں طرح کی انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں پر مشتمل ہے، اس دین کے ذریعے سے انسان بہترین طرز زندگی کا انتخاب کر سکتا ہے۔ اسلام کے نقطہ نظر سے بہترین طرز زندگی وہ ہے جس کا بنیادی معیار اور ملاک ایمان اور تقوی ہو۔

**بنیادی الفاظ:** قرآن، حدیث، طرز زندگی، تعمیر، تخریب، خاندان، ازدواجی زندگی.

۱. (ایم فل اسکالر المصطفیٰ انٹرنیشنل یونیورسٹی قم)

## مقدمہ

اسلام ایک دین کامل ہونے کی حیثیت سے انفرادی اور معاشرتی دونوں طرح کی انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کو شامل کرتا ہے۔ اسلام کی نگاہ میں، خاندان کی تشکیل انسانی زندگی کا ایک اہم ترین پہلو ہے۔

(مَا بُنِیَ فِی الْإِسْلَامِ بِنَاءٌ أَحَبُّ إِلَی اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَأَعَزُّ مِنَ التَّزْوِیجِ) (مجلسی، ۱۴۰۳ق،، ۲۲۲)؛ اسلام میں، کوئی بھی چیز خاندان کی تشکیل سے زیادہ خدا کا محبوب اور پیارا نہیں ہے۔ قرآن کے مطابق، خاندان کی تشکیل انسان کی پاکیزگی، محبت، دوستی اور جسمانی و ذہنی سکون کا ذریعہ ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالی نے سورہ روم میں ارشاد فرمایا: (وَمِنْ آیَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِنْ أَنْفُسِکُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْکُنُوا إِلَیْهَا وَجَعَلَ بَیْنَکُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً إِنَّ فِی ذَٰلِکَ لَآیَاتٍ لِقَوْمٍ یَتَفَکَّرُونَ) (روم۔۲۱)؛ اور اس کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس سے بیویاں پیدا کیں تاکہ تم ان سے سکون حاصل کرو۔ اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت (نرم دلی وہمدردی) پیدا کر دی۔ بے شک اس میں غور و فکر کرنے والوں کے لئے بہت نشانیاں ہیں۔ قرآن کہتا ہے: (وَأَنْکِحُوا الْأَیَامَیٰ مِنْکُمْ وَالصَّالِحِینَ مِنْ عِبَادِکُمْ وَإِمَائِکُمْ إِنْ یَکُونُوا فُقَرَاءَ یُغْنِهِمُ اللهُ مِنْ فَضْلِهِ وَاللهُ وَاسِعٌ عَلِیمٌ) (نور۔۳۲)؛ اور اپنے غیر شادی شدہ آزاد افراد اور اپنے غلاموں اور کنیزوں میں سے باصلاحیت افراد کے نکاح کا اہتمام کرو کہ اگر وہ فقیر بھی ہوں گے تو خدا اپنے فضل و کرم سے انہیں مال دار بنادے گا کہ خدا بڑی وسعت والا اور صاحب علم ہے۔ روایات میں شادی کے بارے میں بہت ہی خوبصورت تعبیریں بیان ہوئی ہیں۔ آیات اور احادیث کی روشنی میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ شادی انسانی زندگی کے ان اہم پہلوؤں میں سے ایک ہے جو انسانی فطرت کے مطابق ہے اور انسانی فطری قوتوں اور جبلت کی تربیت اور اس کی اصل ضروریات کی فراہمی کا سبب بنتی ہے۔ تمام طبقوں کے لوگوں میں خواہ مذہبی ہو یا غیر مذہبی، یہ رواج پائی جاتی ہے کہ جب ایک شخص شادی کرلیتا ہے تو لوگ اسے تحفے دیئے جاتے ہیں، خدا نے قرآن مجید میں شادی کے تحفہ کو پاکیزگی، محبت، دوستی اور جسمانی و ذہنی سکون قرار دیا ہے۔ شادی ایک ایسا مقدس رشتہ ہے جو میاں اور بیوی میں امن وآشتی کا بہترین ذریعہ ہے۔ امن وآشتی ایک ایسی عظیم نعمت الہی ہے جس کو انسان ہمیشہ حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے، چاہے وہ مادی معاملات میں ہو یا روحانی۔ وہ لوگ جو جسم فروشی جیسی منفور ترین بیماری میں مبتلا ہیں ہمیشہ بے چین رہتے ہیں، انہیں بڑی پیچیدگیاں درپیش ہیں۔ سوال یہ ہے کہ آیات و احادیث کے نقطہ نظر سے وہ کونسے اسباب اور عوامل ہیں جو خاندان کو مستحکم اور مضبوط کرنے کا سبب بنتے ہیں اور اس عظیم نعمت الہی کی

تعمیر کا باعث بنتے ہیں اسی طرح وہ کون سے عوامل ہیں جو اس نعمت الٰہی کی تباہی و بربادی اور تخریب کا سبب بنتے ہیں؟ اس مقالے میں سب سے پہلے ہم چند اہم کلمات کے معنی اور مفہوم کو جاننے کی کوشش کریں گے اس کے بعد خاندانی طرز زندگی کے تعمیری اور تخریبی اہم عوامل اور اسباب کو قلمبند کریں گے۔

**لغات اور معانی کی بحث:**

**ا۔ طرز زندگی**

طرز زندگی کو انگلش میں (life style) کہتے ہیں اور طرز زندگی دو کلموں سے تشکیل پایا ہے۔ لغت کی کتابوں میں کلمہ طرز کا معنی طریقہ، انداز، روش، قاعدہ اسلوب وغیرہ کے ہیں۔ (معین، ۱۳۷۱: ۱۸۱۸/۲؛ انوری، ۱۳۸۳: ۴۰۱۶/۵) اسی طرح اہل لغت نے کلمہ زندگی کے معانی کو عمر، حیات، معاش، زندہ رہنا اور زندگی کرنے سے تعبیر کیا ہے۔ (مصدر سابق: ۱۳۷۱: ۱۷۵۳/۲) ہمیں طرز زندگی کی مختلف اصطلاحی تعریفیں ملتی ہیں۔ طرز زندگی کو عقائد اور اقدار سے الگ نہیں کیا جاسکتا۔ مہدوی کنی طرز زندگی کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں: طرز زندگی کسی فرد یا گروہ کے رجحانات اور اقدار کے ساتھ ساتھ اس کے عادات، ذوق، اخلاقی معیار، معاشی سطح وغیرہ کی عکاسی کرتی ہے۔ (مہدوی کنی، ۱۳۸۶، ۷)

**ب) خاندان**

فیروزآبادی اپنی لغت کی کتاب میں خاندان کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں: خاندان مرد کے لئے آہنی ڈھال اور قابل اعتماد قوت ہے۔ خاندان ایک ایسا مجموعہ ہے جس کی بنیاد مرد اور عورت کی شادی پر مبنی ہے اور نسل کی تولید سے بڑھتا ہے۔ خاندان انسانی شخصیت کی تعمیر اور انسانی معاشرے کی ترقی کا سب سے اہم عنصر ہے، اسی وجہ سے اسلام نے اس اہم مجموعے کے قیام، استحکام اور اس کے خاتمے کی روک تھام کے لئے بہت سے راستے فراہم کیے ہیں۔ (ری شہری، ۱۳۸۷، ص۱۱) اسلام خاندان کی عرفی تعریف کی تائید کرتا ہے۔ (افروز، ۱۳۸۹ش، ۵۴) یہ شہری، قانونی اور روحانی شخصیت کے حامل افراد پر مشتمل ہوتا ہے۔ (اکبری، ۱۳۸۰ش، ۶۷) بہت سے ماہرین نفسیات نے اس بات کی تصدیق کی ہے کہ خاندان، میاں بیوی اور ان کے بچوں پر مشتمل ہے، لہٰذا اس میں باقی رشتے دار شامل نہیں ہیں۔ (مصدر سابق: ۱۳۸۶ش، ۸۷) اسلام نے معاشرتی اور تعلیمی حقوق اور ذمہ داریوں سمیت خاندان کے مقابل تمام افراد کے لئے قوانین وضع کئے ہیں اور ان کی پابندی کرنے کا پابند کیا ہے۔

## خاندان کے تعمیری عوامل و اسباب

اسلام نے خاندان کے استحکام اور مضبوط ہونے کے متعدد اسباب اور عوامل بیان کئے ہیں۔ ان میں سے کچھ اہم یہ ہیں:

### ا۔ محبت کا اظہار

خاندانی استحکام، مضبوطی اور طاقت کا ایک اہم عامل ایک دوسرے سے محبت کا اظہار کرنا ہے۔ سورہ روم کی آیت نمبر ۲۱ میں محبت کے اصول، شوہر اور بیوی کے مابین باہمی محبت کے احساس کو خدا اس طرح سے تعبیر کرتا ہے: (وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُم مَّوَدَّةً وَرَحْمَةً ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ) (روم۔۲۱)؛ اور اس کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس سے بیویاں پیدا کیں تاکہ تم ان سے سکون حاصل کرو اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت (نرم دلی و ہمدردی) پیدا کر دی۔ بے شک اس میں غور و فکر کرنے والوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں۔ خدا نے اپنی آیات کو بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ ان میں سے تمہارے ہی نفوس سے ازواج کی تخلیق کی ہے کہ جو انسان کی زندگی کے آرام، سکون اور تکامل کا موجب ہے نیز ان کے درمیان موجود محبت و مودت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ (طباطبائی، ۱۳۹۰ق، ۱۶، ۱۶۶) مرحوم علامہ طباطبائی (قدس سرہ) فرماتے ہیں: رحمت اور محبت کے درمیان فرق ہے اور وہ فرق یہ ہے کہ محبت کا تعلق انسان کے دل کے ساتھ اور رحمت کا تعلق انسان کے عمل کے ساتھ ہوتا ہے، لہٰذا ہم یہ کہہ سکتے ہیں محبت دل میں اور رحمت عمل میں ہوتی ہے (ہمان) بعض اوقات انسان کسی سے محبت کرتا ہے لیکن اظہار نہیں کرتا، یہ پیار اور محبت ہے، لیکن جب وہ اپنی پسند کا اظہار کرتا ہے اور اسے کہتا ہے میں تمہیں پسند کرتا ہوں پھر اس کے لئے کچھ خریدتا ہے یا اسے سفر پر لے جاتا ہے، یہ رحمت ہے۔ پیغمبر رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے کہتا ہے (انی لاحبک) (عاملی، ۱۴۱۴ق، ۲۰، ۲۳)؛ میں تمہیں پسند کرتا ہوں تو اس کا یہ جملہ کبھی بھی وہ عورت نہیں بھولتی۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ مرد کو اپنی شریک حیات کے لئے اس طرح کے الفاظ استعمال نہیں کرنا چاہئے کیونکہ یہ الفاظ عورت کو بگاڑ دیتے ہیں، جب کہ حقیقت میں ایسا نہیں ہے، بلکہ محبت کا اظہار کرنے سے ان کے درمیان قلبی رابطے بڑھتے ہیں۔ ائمہ معصومین علیہم السلام کی پاک سیرت میں بھی یہ چیز ملتی ہے کہ وہ اپنی شریک حیات کا احترام اور ان سے محبت کا اظہار کیا کرتے تھے۔ جیسا کہ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

لَعَمرُک اِنّنی لَاُحِبُّ دارا تَحُلُّ بِھاسکینۃُ والرباب
اُحِبُّہما وَاَبذُلُ جُلَّ حالی وَلَیْسَ لِلَائمی فیہاعِتابُ (الاغانی، ۱۳۶۸، ۱۶، ۱۳۶)

لَعَمرُک اِنّنی لَاُحِبُّ دارا تَحُلُّ بِھاالربابُ؛ مجھے وہ گھر پسند ہے جہاں میری بیوی رباب رہتی ہے۔ محبت کے استحکام کے لئے میاں بیوی کو ایک دوسرے پر اعتماد حاصل کرنا ضروری ہے، کیونکہ اعتماد محبت کے اضافہ کا سبب بنتا ہے۔ البتہ اعتماد ایک معاہدہ نہیں ہے کہ ایک دوسرے پر اعتماد کرنے کے لئے دو افراد ایک دوسرے کے ساتھ معاہدہ کریں، بلکہ اس کو شریعت اور اسلامی اخلاقیات کی حدود اور اصولوں کے ذریعے حاصل کرنا چاہیے، لہٰذا یہ کہا جاسکتا ہے کہ محبت خاندان کی بنیاد کو قائم کرتی ہے۔ جیسا کہ پیغمبر اسلام ﷺ نے ارشاد فرمایا: ؛ جتنا بندے کا ایمان بڑھتا ہے، اتنا ہی وہ اپنی بیوی سے زیادہ محبت کرتا ہے۔ ایک اور جگہ فرماتے ہیں: (کلّ مَنِ اشْتَدَّ لَنا حُبّاً اَشْتَدَّ لِلنِّساءِ حُبّاً) (مجلسی، ۱۴۰۳ق ۱۰۳، ۲۲۷)؛ جو شخص ہم سے (اہل بیت علیہم السلام) زیادہ محبت کرتا ہے، وہ اپنی بیوی سے بھی بہت محبت کرتا ہے۔ ایک اور روایت میں، امام صادق علیہ السلام اس شخص کے لئے دعا کرتے ہیں جو اپنی بیوی سے اچھا اور نیک سلوک کرتا ہے۔ معصوم علیہ السلام کا فرمان ہے: (رَحِمَ اللہُ عَبْداً اَحْسَنَ فیما بَیْنَہُ وَبَیْنَ زَوجَتِہِ) (صدوق، ۱۴۱۳ق، ۳ , ۴۴۳)؛ خدا اس بندے پر رحم کرے جو اپنی اہلیہ کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔ نبی پاک ﷺ دنیا کی تین پسندیدہ چیزوں میں سے ایک پسندیدہ چیز بیوی کو قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں: (حَبَبْتُ اِلَیَّ مِنَ الدُّنیا، ثَلاثٌ، النِّساءُ وَالطّیبُ وَجُعِلَتْ قُرَّۃُ عَینی فِی الصَّلوۃِ) (مجلسی، ۱۴۰۳ق، ۷۶، ۱۴۱)؛ آپ کی دنیا سے مجھے تین چیزیں پسند ہیں، عورتیں، خوشبو اور نماز میں میری آنکھوں کی روشنی۔ گھر والوں سے محبت بڑھانے کا ایک عملی طریقہ یہ ہے کہ مرد کبھی کبھار اپنی بیوی کے پاس بیٹھ جائے اور معاشی جھنجھٹ سے دور ہو کر اس سے بات چیت کرے، اس کی پریشانیاں سنے، ان کا حل تلاش کرے اور کوئی بھی پریشانی پیدا کرنے سے گریز کرے۔ پیغمبر اسلام ﷺ فرماتے ہیں: (جُلُوسُ الْمَرْءِ عِنْدَ عِیالِہِ اَحَبُّ اِلَی اللہِ تَعالٰی مِنَ اعْتِکافٍ فی مَسْجِدی ہذا) (ورام بن ابی فراس، ۱۴۱۰ق، ج۲، ص ۱۲۲)؛ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ شخص جو اپنی بیوی کے ساتھ بیٹھتا ہے، میری مسجد میں اعتکاف میں بیٹھنے والوں سے زیادہ محبوب ہے۔ آیات اور احادیث کے مطابق یہ کہا جاسکتا ہے کہ مردوں اور عورتوں بالخصوص خواتین کی شادابی اور خوشی کا تقاضا یہ ہے کہ اسے اپنے ہمسفر سے محبت ملے اور اپنے لئے ان کی محبت اور پیار کا یقین کرے۔ اسی محبت اور اعتماد سے عورت کو سکون ملتا ہے اور اس کے ذہنی سکون میں اضافہ ہوتا ہے۔ مرد کے دل کی تائید اور مہربانی عورت کے

لئے اس قدر قیمتی ہے کہ اس کے بغیر شادی شدہ زندگی عورت کے لئے قابل برداشت نہیں ہے اور وہ کبھی خوشی محسوس نہیں کرتی ہے۔ اگر کوئی عورت اپنے شوہر کے جذبات اور عزم سے مطمئن ہے تو وہ اپنے شوہر کو اپنا سب سے زیادہ احساس دلائے گی اور اپنے شوہر کے لئے سب سے زیادہ قربانی دے گی۔ لہٰذا، ایک مرد کا سب سے اہم اخلاقی اور انسانی فرض یہ ہے کہ وہ اپنی بیوی کو زندگی کے آغاز ہی سے اپنے پیار کے بارے میں آگاہ کرے اور مسلسل محبت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایسے کام انجام دے جو اس کی محبت کو بڑھانے اور شادی کو خوشحال بنانے کا سبب بنیں۔ بیوی کو بھی اپنے شوہر سے پیار اور محبت کا اظہار کرنا چاہئے اور مختلف طریقوں سے اپنے پیار کا اظہار کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرنا چاہئے، مرد کی خدمات اور کوششوں کو سراہتے ہوئے اس کی قربانیوں کی طرف توجہ دینا چاہئے۔ عورت کا اپنے شوہر سے دلچسپی کا اظہار کرنا، اس کے اطمینان اور اعتماد حاصل کرنے کے علاوہ، اس کی جدوجہد اور ترغیب میں اضافہ کرتی ہے۔

### ۲۔ شکر گزار اور قدر دانی کرنا

ہمیں ہر نعمت کے مقابلے میں خدا کا شکر ادا کرنا چاہئے۔ شکر ایک ایسا پسندیدہ موضوع ہے کہ خداوند قدوس نے قرآن مجید کی متعدد آیات میں کبھی شاکر اور کبھی شکور جیسے الفاظ کو بیان کیا ہے۔ سورہ مبارکہ آل عمران میں اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: (وسیجزی اللہ الشاکرین) (آل عمران۔ ۱۴۴)؛ اور اللہ شکر کرنے والوں کو جلد جزا دے گا۔

صادق آل محمد علیہ السلام سے پوچھا گیا: خدا کے نزدیک سب سے معزز مخلوق کون ہے؟ جواب میں امام علیہ السلام نے فرمایا: (من اذا اعطی شکر و اذا ابتلی صبر) (مجلسی ۱۴۰۳ق۔، ۷۱، ۵۳)؛ وہ ہے جب اسے عطا کیا جاتا ہے تو اس کا شکر گزار ہوتا ہے اور جب وہ کسی امتحان اور آزمایش میں مبتلا ہوتا ہے تو صبر کرتا ہے۔ دوسری جگہ معصوم علیہ السلام فرماتے ہیں: (من لم یشکر المنعم من المخلوقین لم یشکر اللہ عزوجل ( (مصدر سابق: ۵۳)؛ جو مخلوق کی نعمت کا شکر ادا نہیں کرتا اس نے خدا کا شکر ادا نہیں کیا۔ امام سجاد علیہ السلام فرماتے ہیں: قیامت کے دن خدا وند متعال اپنے بعض بندوں سے فرمائے گا: کیا تم نے فلاں شخص کے اعمال کا شکریہ ادا کیا؟ بندہ عرض کرے گا: اے خداوند! میں نے آپ کا شکریہ ادا کیا ہے، خدا فرمائے گا: کیونکہ تم نے اس کا شکریہ ادا نہیں کیا تو گویا تم نے میرا بھی شکریہ ادا نہیں کیا ہے! پھر امام فرماتے ہیں: (اَشْکَرُکُمْ لِلّٰہِ اَشْکَرُکُمْ لِلنَّاس) (کلینی، ۱۴۰۷ق، ۲، ۹۹)؛ خدا کی بارگاہ میں آپ کا سب سے مشکور شخص وہ ہے جو لوگوں کی سعادتوں اور کوششوں کا سب سے

شکر گزار ہے۔

خاندانی نظام کی بقا کے لئے شریک حیات کا شکر گزار رہنا بہت موثر ہے۔ شکر گزار رہنے کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنے منعم (نعمت دینے والے) کی طرف سے ملنے والی تمام ظاہری اور معنوی نعمات پر تجلیل اور تمجید کا اظہار کرے۔ (حسن مصطفوی، ۱۴۲۶ھ۔ق، ۶، ۹۹) قرآن پاک کا ارشاد ہے: (لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَ لَئِن كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ) (ابراہیم۔۷)؛ اگر تم ہمارا شکریہ ادا کرو گے تو ہم نعمتوں میں اضافہ کردیں گے اور اگر کفرانِ نعمت کرو گے تو ہمارا عذاب بھی بہت سخت ہے۔ کبھی انسان اپنی شریک حیات کی طرف سے ملنے والی محبت سے یہ سمجھ بیٹھتا ہے کہ اس کا شکریہ ادا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں، لیکن وہ یہ نہیں جانتا ہے کہ اظہار تشکر کرنے سے شریک حیات کی روح پر کتنا گہرا اثر پڑتا ہے۔ اسی بنا پر، امیر المومنین علیہ السلام شکر کو نیت کی عکاسی سمجھتے ہیں اور فرماتے ہیں: (الشکر ترجمان النیۃ و لسان الطّویہ) (تمیمی آمدی، ۱۳۶۶ش، ۲۱۲)؛ شکر گزاری نیت کا ترجمان اور باطن کی زبان ہے ۔ خاندان کی بنیاد کو مضبوط اور مستحکم کرنے میں شکر گزاری کا کردار اس حد تک اہم ہے کہ امام صادق علیہ السلام نے اس کو بہترین بیوی کا معیار قرار دیتے ہوئے فرمایا: (خیر نسائکم التی ان اُعطیت شکرت و ان مُنعت رَضِیت) (نوری، ۱۴۰۸ھ۔ق۔، ۱۴، ۱۶۱)؛ آپ کی بہترین بیوی وہ ہے جب اسے کچھ دیا جائے تو وہ شکر گزار ہوتی ہے اور جب اس سے کوئی چیز روکی جائے تب بھی وہ راضی رہتی ہے۔ صادق آل محمد علیہ السلام دوسری جگہ فرماتے ہیں: (وَإِنَّ خَيْرَ الْعِبَادِ مَنْ يَجْتَمِعُ فِيهِ خَمْسُ خِصَالٍ إِذَا أَحْسَنَ اسْتَبْشَرَ وَإِذَا أَسَاءَ اسْتَغْفَرَ وَإِذَا أُعْطِيَ شَكَرَ وَإِذَا ابْتُلِيَ صَبَرَ وَإِذَا ظُلِمَ غَفَرَ) (مجلسی، ۱۴۰۳ق، ۷۵، ۲۰۷)؛ سب سے بہترین بندہ وہ ہے جس میں یہ پانچ صفات پائی جاتی ہوں:

۱۔ جب وہ نیک کام کرتا ہے تو اسے خوشی محسوس ہوتی ہے۔

۲۔ جب اس سے کوئی برائی سرزد ہوتی ہے تو معافی مانگتا ہے۔

۳۔ جب بھی اسے کوئی نعمت دی جائے تو وہ اس کا شکریہ ادا کرتا ہے۔

۴۔ جب وہ کسی آزمایش و امتحان میں پڑتا ہے تو صبر کرتا ہے۔

۵۔ جب بھی کوئی اس پر ظلم کرتا ہے تو اسے بخش دیتا ہے۔

### ۳ . ادب اور احترام

خاندانی بنیادوں کو مضبوط اور مستحکم کرنے کے سلسلے میں ایک اور چیز جس کو اسلام نے بہت اہمیت دی ہے

وہ خاندان کے افراد کا احترام ہے۔ دین اسلام میں، کچھ لوگوں، مقامات اور مضامین کے تقدس پر خصوصی تاکید کی گئی ہے، مثال کے طور پر تقدس حرم الٰہی، قرآن مجید، حرمت رسول اکرم ﷺ اور اہل بیت علیہم السلام، اسی طرح والدین اور استاد کا احترام۔ یہ وہ موضوعات ہیں جن کا تقدس برقرار رکھنے پر اسلام نے زیادہ زور دیا ہے اور اس حکم کی پیروی کرنا ثواب کا باعث اور عدم پیروی عقاب کا باعث بنے گا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے: وَمَنۡ يُعَظِّمۡ حُرُمَاتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيۡرٌ لَّهٗ عِنۡدَ رَبِّهٖ (حج۔ ۳۰)؛ جو شخص بھی خدا کی محترم چیزوں کی تعظیم کرے گا وہ اس کے حق میں پیش پروردگار بہتری کا سبب ہو گی۔ اسی طرح امام سجاد علیہ السلام فرماتے ہیں: (وَاَمَّا حَقُّ الزَّوۡجَةِ فَاَنۡ تَعۡلَمَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ جَعَلَهَا لَكَ سَكَناً وَاُنۡساً فَتَعۡلَمَ اِنَّ ذٰلِكَ نِعۡمَةٌ مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيۡكَ فَتُكۡرِمَهَا وَتَرۡفُقَ بِهَا وَاِنۡ كَانَ حَقُّكَ عَلَيۡهَا اَوۡجَبَ فَاِنَّ لَهَا عَلَيۡكَ اَنۡ تَرۡحَمَهَا لِاَنَّهَا اَسِيۡرُكَ) (صدوق، ۱۴۱۳ق، ۲، ۶۲۱)؛ اور عورت کا حق یہ ہے کہ آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ خدا نے اسے امن، راحت اور ہمدردی کا ذریعہ بنایا ہے۔ یہ خدا کی طرف سے عظیم نعمت ہے، آپ اس کی تعظیم کریں اور اس پر مہربانی کریں حالانکہ آپ کا حق اس پر زیادہ واجب ہے۔ لہٰذا، آپ کا اس پر احسان کرنا اس کا حق ہے، کیونکہ وہ آپ کے پاس اسیر ہے۔ خاندانوں کے لئے احترام برقرار رکھنا اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنا میاں بیوی کو ایک ساتھ رہنے کی ترغیب دیتا ہے۔ امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں: (افعلوا الخیر ما استطعتم) (تمیمی آمدی، ۱۳۶۶ق، ۱۵۴)؛ جتنا ہو سکے نیکی کرو۔ میاں بیوی کے مابین تعلقات میں باہمی احترام مختلف طریقوں اور شکلوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ ان میں سے ایک سلام ہے۔ گھر میں داخل ہوتے وقت سلام کرنا محبت، دوستی، شائستگی اور احترام کی ایک علامت ہے۔ امام علی علیہ السلام معاشرتی اور خاندانی تعلقات میں سلام کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اپنی زبان کو سلام، ملایم اور اچھی باتوں کی عادت ڈالو، تاکہ تمہارے دوست زیادہ اور دشمن کم ہو جائیں۔ (خوانساری، ۱۳۶۲، ۴، ۳۲۹) میاں بیوی کا ایک دوسرے سے شائستگی اور ادب سے پیش آنا احترام کی نشانی ہے۔ اس سلسلے میں آپ علیہ السلام فرماتے ہیں: ادب اخلاق کی تقویت اور پاکیزگی کا سبب بنتا ہے۔ (مصدر سابق: ۴، ۱۲۱، ۵۵۲۰)

اسلام دونوں جنسوں (مرد و عورت) کو انسانی جوہر اور وقار کے اعتبار سے برابر سمجھتا ہے، اس لحاظ سے ان میں کوئی فرق نہیں کرتا ہے۔ قرآن تمام انسانوں کو جنس، نسل، اور قوم سے قطع نظر عزت و وقار کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ قرآن میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے: (وَلَقَدۡ كَرَّمۡنَا بَنِيۡۤ اٰدَمَ وَحَمَلۡنٰهُمۡ فِى الۡبَرِّ وَالۡبَحۡرِ وَرَزَقۡنٰهُمۡ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلۡنٰهُمۡ عَلٰى كَثِيۡرٍ مِّمَّنۡ خَلَقۡنَا تَفۡضِيۡلًا) (اسراء۔ ۷۰)؛ اور ہم نے بنی آدم کو کرامت عطا کی ہے اور انہیں

خشکی اور دریاؤں میں سواریوں پر اٹھایا ہے اور انہیں پاکیزہ رزق عطا کیا ہے اور اپنی مخلوقات میں سے بہت سوں پر فضیلت دی ہے۔

اسلام میں خواتین کو عزت واحترام کا ایک خاص مقام حاصل ہے چنانچہ رسول مکرم اسلام ﷺ اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: (ماأكْرَمَ النِساءَ اِلّا كَريمٌ وَلا أهانَهُنَّ اِلّا لَئيم) (الهندی، ۱۴۰۹ھ.ق، ۱۶، ۱۷۳، ۴۴۹۴۳ والسیوطی، بی تا، ۱، ۶۳۲، ۴۱۰۲)؛ سوائے اس شخص کے کہ جو خود کریم ہے خواتین کی عزت و توقیر نہیں کرتا اور عورتوں کی توہین نہیں کرتا مگر انسان پست ۔اسی طرح امام صادق علیہ السلام اپنے جد بزرگوار سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں: (مَنِ اتَّخَذَ امرأةً فليكرِمها فإنّما المرأة لُعبةٌ فَمَنِ اتّخذها فلا يُضَيّعها) (مجلسی، ۱۴۰۳ ق، ۱۰۰، ۲، ۲۲۴، ۵)؛ جو بھی کسی عورت سے شادی کرے اسے چاہئے کہ اس کا احترام کرے۔آپ کی اہلیہ آپ کا کھلونا اور لذت کا سبب ہے، جس کو کوئی کھلونا، لذت کی چیز مل جائے اسے ضائع نہیں کرنا چاہئے۔

اسلامی نقطہ نظر سے، عورت ایک قابل احترام مہمان کی طرح ہے، جس کو عزت اور احترام دینا ضروری ہے، چاہے وہ بیٹی ہو، بیوی ہو یا ماں۔ بہت سی روایات میں ان کی عزت کرنا اور ان کا احترام کرنا واجب قرار پایا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: (الا خيركم خيركم لنسائه وانا خيركم لنسائی) (عاملی، ۱۴۱۴ق، ۲۰، ۱۷۱)؛ تم میں سب سے اچھا آدمی وہ ہے جو اپنی بیوی سے اچھا سلوک کرتا ہے اور میں اپنے خاندان کے لیے تم سے بہترین دوست ہوں۔

### ۴. معافی مانگنا اور معذرت کرنا

یہ فطری بات ہے کہ بعض اوقات میاں بیوی سے کوئی ایک غلطی کر بیٹھتا ہے جس کی وجہ سے ان دونوں میں ناچاکی ہو جاتی ہے، جس سے وہ تکلیف اور افسردگی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔اس کے نتیجے میں، ان کا خاندان بکھرنے لگتا ہے۔ اگر وہ اپنی غلطی کی معافی نہ مانگیں تو اس کے منفی اثرات ہمیشہ کے لئے باقی رہیں گے۔ معافی مانگتے وقت تین چیزوں کو دھیان میں رکھیں:

۱۔جب بھی آپ کسی سے معافی مانگتے ہیں تو، دوسرے فریق کے لئے مناسب ہے کہ وہ اس کا عذر قبول کرے۔ کیونکہ امام علی علیہ السلام نے فرمایا: (شر الناس من لايقبل عذر ولايقيل الذنب) (محدث، ۱۳۸۴، ۴، ۱۶۵.)؛ بدترین لوگ وہ ہوتے ہیں جو دوسروں کی معافی قبول نہیں کرتے اور اپنی غلطیاں قبول نہیں کرتے ہیں۔

۲۔ معافی غلطی کی مقدار کے مطابق ہونا چاہئے، نہ تو کم اور نہ ہی زیادہ۔

۳۔ جرم اور غلطی نہ کرنا معذرت اور معافی مانگنے سے بہتر ہے۔ جیسا کہ امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں: معافی مانگنے کی ضرورت نہ ہونا معافی مانگنے سے کہیں زیادہ بہتر ہے۔

**۵. معاف کرنا**

معصومین علیہم السلام کے علاوہ کوئی بھی بشر غلطی سے محفوظ نہیں رہتا، جب مرد اور عورت ایک ساتھ رہنا شروع کرتے ہیں، خاص طور پر شادی کے آغاز میں، تو ممکن ہے انہیں ایک دوسرے کی کچھ عادات اور طرز زندگی پسند نہ آئے، ایسے معاملات میں، انہیں ایک دوسرے کے ساتھ دوراندیشی دکھانی چاہئے اور ایک دوسرے کی غلطیوں کو نظر انداز کرنا چاہئے۔ معاف کرنا ایسا پانی ہے جو غصے اور ناراضگی کی آگ کو بجھا دیتا ہے اور انسانوں کو ذہنی سکون عطا کرتا ہے۔ اسحاق ابن عمار کہتے ہیں: میں نے امام صادق علیہ السلام سے پوچھا: عورت کو اپنے شوہر پر کیا حق ہے کہ اگر وہ ان کی تکمیل کرے تو وہ اس کے لئے بہتر ہو؟ امام نے جواب دیا: اسے کھانا اور لباس مہیا کرے اور اس کی لاعلمی کو معاف کردے۔ پھر فرماتے ہیں: میرے والد گرامی امام باقر علیہ السلام کی ایک بیوی تھی جو انہیں اذیت دیتی تھی، لیکن میرے والد نے اسے معاف کردیا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ (تعافوا تسقط الضغائن بینکم) (پاینده، ۸۲ ۱۳ش، ا، ۳۸۵)؛ ایک دوسرے کو معاف کرو اس سے آپس میں موجود کینے ختم ہو جاتے ہیں ۔ بخشش، اچھی دوستی اور رشتے پیدا کرنے اور ان کو تقویت دینے کا ایک موثر عامل ہے، جیسا کہ خدا کا فرمان ہے: (وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ) (فصلت۔ ۳۴)؛ نیکی اور برائی برابر نہیں ہوسکتی لہٰذا تم برائی کا جواب بہترین طریقہ سے دو کہ اس طرح جس کے اور تمہارے درمیان عداوت ہے وہ بھی ایسا ہو جائے گا جیسے گہرا دوست ہوتا ہے۔

**۶. رازداری**

شوہر اور بیوی کے تعلقات، تمام انسانی رشتوں سے قریب تر ہیں اور میاں بیوی کے مابین اچھے مباشرت کا تقاضا ہے کہ ہر ایک خاندانی معاملات میں ایک دوسرے کے رازوں کو ظاہر نہ کریں ۔ شوہر اور بیوی کو ایک دوسرے کے عیب کو چھپانا چاہئے اور دوسروں کے ساتھ بانٹنا نہیں چاہئے۔ قرآن کا ارشاد ہے: (فَالصَّالِحَاتُ قَانِتَاتٌ حَافِظَاتٌ لِلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللَّهُ (نساء۔ ۳۴)؛ پس نیک عورتیں وہی ہیں جو شوہروں کی اطاعت کرنے والی اور ان کی غیبت میں ان چیزوں کی حفاظت کرنے والی ہیں جن کی خدا نے حفاظت چاہی ہے یعنی؛ اپنے شوہر کی

غیر موجودگی میں، نیک عورتیں اپنی عظمت اور اپنے شوہروں کی جائداد، عزت اور راز کی محافظ ہیں۔ قرآن دوسری جگہ فرماتا ہے: (هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ (بقرہ۔۱۸۳) وہ تمہارے لئے پردہ پوش ہیں اور تم انکے لئے۔ یعنی جس طرح کپڑے برائیوں کو ڈھانپتے ہیں، شوہر اور بیوی ایک دوسرے کے عیب کو چھپا لیتے ہیں اور ایک دوسرے کے راز پر پردہ ڈالتے ہیں۔ ایک جوڑے کا سب سے بڑا نقصان یہ ہو سکتا ہے کہ وہ اپنی زندگی کے راز ان لوگوں کو بتا دے جو اس کی مشکلات اور دل کی تکلیف کو ختم نہیں کر سکتے۔ مثال کے طور پر، ایک عورت اپنے ایک دوست سے کہتی ہے: میرا شوہر کبھی بھی مجھے پیسہ نہیں دیتا ہے، وہ میرے والدین کے ساتھ غیر مناسب سلوک کرتا ہے اور مسلسل میری توہین کرتا ہے۔ اس طرح وہ لاشعوری طور پر اپنے گھر والوں اور دوستوں کے سامنے اپنے شوہر کی تذلیل کر رہی ہوتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ لوگ اس کا احترام نہیں کریں گے اور ان کی نظر میں اس کا شوہر کبھی بھی مثالی شوہر نہیں بن سکتا، لہٰذا اپنے خاندانی مسائل اور پریشانیوں کو صرف ماہرین، ماہر نفسیات اور مددگاروں کے درمیان رکھیں اور مشکلات و مسائل کو ان کے ذریعے حل کرنے کی کوشش کرنا چاہئے، ہمیں یہ بات جان لینی چاہئے کہ ہر گھرانے میں کمزوریاں موجود ہوتی ہیں۔ دوسروں کے سامنے اپنی زندگی کی کمزوری کا اظہار کرنے والے دراصل اپنی زندگی کی مشکلات میں اضافہ کر رہے ہوتے ہیں۔

### ۷ . مذہبی عقائد کی مضبوطی

قرآن مجید اور معصومین علیہم السلام کی روایات کے مطابق، توحید، نبوت اور قیامت جیسے عقائد، خاندانی تعلقات کو مستحکم کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ ان عقائد کی عدم موجودگی، ہر مرحلے پر بہت سارے مسائل کا سبب بنتی ہے، جو شخص مذہبی عقائد کو ترک کرتا ہے وہ سکون اور خوشی سے محروم رہتا ہے۔ جو شخص مذہبی عقائد پر یقین رکھتا ہے اور عملی طور پر مذہبی احکامات پر عمل پیرا ہوتا ہے وہ عفت کو برقرار رکھتا ہے ۔ ایسا شخص اپنی بیوی سے خیانت نہیں کرتا، کیونکہ وہ خیانت کو بہت بڑا گناہ سمجھتا ہے، یہ فطری بات ہے کہ جب میاں بیوی ایک دوسرے سے خیانت نہیں کریں گے تو ان کی زندگی کے ستون مضبوط تر ہو جائیں گے۔ جب انسان خدا پر یقین رکھتا ہے تو وہ اس کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے، اسے ہمیشہ حاضر و ناظر سمجھتا ہے اور وہ خدا کو اپنے شہ رگ سے زیادہ نزدیک سمجھتا ہے۔ قرآن کہتا ہے: (وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهِ نَفْسُهُ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ (ق۔۱۶)؛ اور ہم نے ہی انسان کو پیدا کیا ہے اور ہمیں معلوم ہے کہ اس

کا نفس کیا کیا وسوسے پیدا کرتا ہے اور ہم اس کے رگ گردن سے زیادہ قریب ہیں۔ جب کوئی شخص اپنے مذہبی عقائد کی پاسداری کرتا ہے، تو وہ اپنی اہلیہ اور بچوں کے لئے احترام اور محبت کو ایک مذہبی فریضہ سمجھتا ہے جس کی وجہ سے اس کا خاندان اور مستحکم ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ، جب ایک نوجوان جوڑا اپنے مذہبی عقائد پر عمل کرتا ہے تو اسے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں اسراف اور دیکھاوے کی مذمت ہوئی ہے جس کی وجہ سے وہ جوڑا اسراف اور فضول میں پیسے خرچ کرنے سے بچ جاتا ہے جس سے کنبہ کی معاشی صورتحال مستحکم رہتی ہے۔

### ۸. جذباتی اور سنجیدہ امور پر توجہ دینا

جو چیز انسان اور جانور کے مابین پہلی مشترک کشش ہے جو انسان کے تحفظ اور انفرادی بقا کی ضمانت دیتا ہے اور اس کی اہم ضروریات کو پورا کرتا ہے اسے جبلت یا غرایز کہتے ہیں۔ جب جبلت پیدا ہوتی ہے تو انسان میں جذباتی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ (حسین زادہ، ۱۳۹۰: ۸۸) یہ دوسری کشش ہے جو صرف انسانوں میں ہی ہوتی ہے اور جانوروں میں کم پائی جاتی ہے اسے جذبات یا عاطفہ کہتے ہیں۔ عاطفہ کا لفظی مطلب توجہ اور خواہش ہے اور اصطلاح میں ان احساسات کو کہا جاتا ہے جو ایک زندہ اور باشعور وجود کے ارتباط سے انسان کی روح میں پیدا ہوتے ہیں۔ یہ احساسات اسے اس وجود کے حق میں قدم اٹھانے پر مجبور کرتے ہیں، یا کم از کم ہمدردی یا ترس کے اظہار سے اس کا ساتھ دیتے ہیں۔ (کانون نشر وترویج فرہنگ اسلامی حسنات، ۱۳۸۹، ۲: ۵۴۴) دوسرے لفظوں میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ "عاطفہ ایک اندرونی حالت ہے جس کا اظہار اور عکاسی جذبات کی ایک قسم ہے۔ (قائمی، بی تا: ۱۶۶) مذہبی منابع نے جس طرح عقل کو اہمیت دی ہے اسی طرح جذبات کی اہمیت پر بھی توجہ دی ہے۔ بہت ساری آیات میں قرآن نے اس مسئلے کی نشاندہی کی ہے۔ قرآن پیغمبر ﷺ سے مخاطب ہو کر کہتا ہے: (فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللَّهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ... (آل عمران: ۱۵۹)؛ یہ اللہ کی مہربانی ہے کہ تم ان لوگوں کے لئے نرم ہو ورنہ اگر تم بدمزاج اور سخت دل ہوتے تو یہ تمہارے پاس سے بھاگ کھڑے ہوتے۔ دوسری جگہ فرماتا ہے: مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ...) (الفتح: ۲۹)؛ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کفار کے لئے سخت ترین اور آپس میں انتہائی رحمدل ہیں۔ ایک اور جگہ ارشاد ہوا: وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا...... (آل عمران: ۱۰۳)؛ اور اللہ کی نعمت کو یاد کرو کہ تم لوگ آپس میں دشمن تھے اس نے تمہارے دلوں میں اُلفت پیدا کردی تو تم اس کی نعمت سے بھائی بھائی بن گئے۔

ہمیں چاہیئے کہ عاطفہ اور جذبات کے بارے میں مثبت سوچ پیدا کریں، کیوں کہ یہ خوشی، ذہنی سکون، نشو ونما اور کمال کا سبب بنتے ہیں۔

**۹. گفتار اور برتاؤ میں دیانتداری**

خداوند متعال قرآن میں ارشاد فرماتا ہے: یَا اَیُّہَا الَّذِینَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُونُوا مَعَ الصَّادِقِینَ (توبہ: ۱۱۹)؛ ایمان والو اللہ سے ڈرو اور صادقین کے ساتھ ہو جاؤ۔ ایمانداری باہمی تعاون کے لئے بہت ضروری ہے۔ اگر شوہر اور بیوی کے درمیان ایمانداری ہو گی تو ان کی محبت اور پیار گہرا ہو جائے گا۔ دیانتداری ایک جوڑے کو قریب لاتی ہے۔ خاندان کے استحکام کے لئے، ایمانداری، دیانتداری اور اعتماد بہت ضروری ہے۔ ایمانداری ان صفات میں سے ایک صفت ہے جو انسان کی زندگی کے تمام مراحل میں پائی جانی چاہیئے۔ ایمانداری صرف سچ کہنے کو نہیں کہتے، بلکہ ہمیں زندگی کے تمام مراحل میں ایمانداری اور سچائی کے ساتھ پیش آنا چاہیئے۔ یعنی، خیالات اور عقائد کے لحاظ سے، جسمانی مزاج اور خصلت کے لحاظ سے، سلوک اور افعال اور اعمال کے لحاظ سے، گفتار اور اظہار کے لحاظ سے، اگر ہماری تمام حرکات وسکنات، سچ اور حق پر مبنی ہوں، خصوصا ازدواجی زندگی میں تو یہ رشتہ بہت مضبوط ہو سکتا ہے۔ بے شک رشتوں کی کمزوریاں جھوٹ کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ جو شخص لڑکی کے ہاں رشتہ لے کر جاتا ہے اسے چاہیے مبالغہ کے بغیر صرف حق اور سچ پر مبنی باتیں کرے، کیونکہ چاند ہمیشہ بادل کے پیچھے نہیں رہتا ہے اور جھوٹ پر مبنی رشتہ زیادہ دیر تک قائم نہیں رہ سکتا ہے۔

**۱۰. تحفہ دینا**

دنیا کے مختلف اقوام میں خواہ وہ کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتا ہو یہ رسم پائی جاتی ہے کہ جب کوئی شادی کرتا ہے تو لوگ اسے تحفہ دیتے ہیں۔ ازدوجی زندگی میں داخل ہونے والے جوڑے کو خدا بھی اپنے تحفہ و تحائف سے نوازتا ہے اور وہ تحفے محبت، پیار اور امن وسکون ہیں۔ جیسا کہ سورہ روم میں اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: وَمِنْ آیَاتِہِ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا لِتَسْکُنُوا اِلَیْہَا وَجَعَلَ بَیْنَکُمْ مَوَدَّۃً وَرَحْمَۃً اِنَّ فِی ذٰلِکَ لَآیَاتٍ لِقَوْمٍ یَتَفَکَّرُونَ (روم: ۲۱)؛ اور اس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے تمہارا جوڑا تم ہی میں سے پیدا کیا ہے تاکہ تمہیں اس سے سکون حاصل ہو اور پھر تمہارے درمیان محبت اور رحمت قرار دی ہے کہ اس میں صاحبانِ فکر کے لئے بہت سی نشانیاں پائی جاتی ہیں۔

کسی شخص کا اپنی بیوی کو تحفہ دینا عورت کی عظمت کو بڑھانے کا ایک سبب ہے۔ بیوی سمیت گھر والوں کو

تحائف دینا اتنا ضروری ہے کہ خدا کے رسول ﷺ فرماتے ہیں: (مَن دَخَلَ السّوقَ فَاشتَری تُحفَۃً فَحَمَلَها إلی عِیالِہِ کانَ کَحامِلِ صَدَقَۃٍ إلی قَومٍ مَحاویجَ) (صدوق، ۱۴۱۴ق، ۶۷۲، ح۹۰۴)؛ جو شخص بازار جائے اور اپنے اہل و عیال کو کوئی تحفہ خرید کر لائے اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے نادار لوگوں کو خیرات دی ہے۔ اسلام، تحفے کو دلوں کے قریب لانے کا بہترین وسیلہ سمجھتا ہے۔ چھٹے امام حضرت صادق آل محمد علیہ السلام سے یہ روایت نقل ہوئی ہے جس میں آپ علیہ السلام فرماتے ہیں: (نِعْمَ الشَّیءُ الهَدِیَّۃُ أمامَ الحاجَۃِ وَقالَ تَهادَوا تَحابُّوا فإنَّ الهَدِیَّۃَ تَذهَبُ بالضَّغائِنِ) (مجلسی، ۱۴۰۳ق، ۷۲: ۴۴)؛ اچھی بات یہ ہے کہ ضرورت کا اظہار کرنے سے پہلے تحفہ دیا جائے اور کہا: ایک دوسرے کو تحفہ دو کیونکہ تحفہ ایک دوسرے کے دل سے نفرت نکالنے کا ذریعہ ہے۔

تحفہ ایک ایسی چیز ہے جو انسان اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کو محبت اور پیار کے اظہار کے لئے دیتا ہے۔ عربی زبان میں تحفہ کو ہدیہ کہا جاتا ہے جسے ہدایت سے لیا گیا ہے اور اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ انسان لطف ومہربانی کے ساتھ کسی کی ہدایت کرے۔ (راغب اصفہانی، ۱۴۱۲ ق، ۸۳۵) قرآن مجید میں، کلمہ ھدی اس اونٹ کے لئے بھی استعمال کیا گیا ہے جو حج میں قربانی کے لئے ذبح کیا جاتا ہے۔ اس کا مقصد لوگوں کو تقویٰ الہی کی طرف ہدایت اور رہنمائی کرنا ہے، کیونکہ تحفہ اور قربانی سے خدا کی طرف انسان کی توجہ مبزول ہوتی ہے اور انسان کا رخ خدا کی طرف جاتا ہے؛ کیونکہ قربانی کا خون اور گوشت تو خدا تک نہیں پہنچتا؛ بلکہ جو چیز خدا تک پہنچتی ہے وہ لوگوں کا تقویٰ، خلوص، عبادت اور ریاضت ہے۔ (مائدہ: ۹۵؛ حج: ۳۷) ائمہ معصومین علیہم السلام کی روایات میں تحفہ دینے کی زیادہ تاکید ملتی ہے۔ بحار الانوار میں پیغمبر اکرم ﷺ سے ایک اور حدیث نقل ہوئی جس میں آپ فرماتے ہیں: (إذا خَرَجَ أحَدُکُم إلی سَفَرٍ ثُمّ قَدِمَ علی أهلِہِ فَلیُهدِهِم و لیُطرِفهُم ولو حِجارَۃً!) (مجلسی، ۱۴۰۳ق، ۲/۲۸۳/۷۶)؛ جب بھی تم میں سے کوئی سفر پر جائے اور اپنے گھر والوں کی طرف لوٹے تو اسے چاہئے اپنے گھر والوں کے لئے تحفہ لے کر آئے گرچہ یہ پتھر ہی کیوں نہ ہو!

رسول اکرم ﷺ کا مقصد یہ نہیں ہے کہ تحفے میں پتھر ہی خرید لائے، بلکہ آپ ﷺ کا مطلب یہ ہے کہ تحفے میں کوئی مہنگی چیز لے کر آنا ضروری نہیں ہے بلکہ سستی چیز بھی لے کر آنا خالی ہاتھ آنے سے بہتر ہے۔

### تباہ کن عوامل

### ۱. لڑائی جگڑا، بد اخلاقی اور بری زبان

اسلامی ثقافت اور تہذیب کے لحاظ سے کچھ موارد میں خاندان کو دوسرے لوگوں پر ترجیح دینے کا حکم ہے۔ یہ اسلامی ان سنہرے اصولوں میں شمار ہوتا ہے جن کی تایید اسلامی تعلیمات اور ائمہ معصومین علیہم السلام کے فرمودات میں ملتی ہے۔ اسلامی تعلیمات میں یہ بھی ملتا ہے کہ انسان ہر اس بری خصلت سے بچے جن سے دوری اختیار کرنے کا حکم شریعت میں موجود ہے۔ ازدواجی زندگی میں بھی اگر انسان لڑائی جگڑا، بد اخلاقی اور بری زبان جیسی بری خصلتوں میں مرتکب ہوں تو ان کی ازدواجی زندگی تلخ اور تباہ ہوسکتی ہے۔ ان بری صفات سے منع کرتے ہوئے اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ (فصلت: ۳۴)؛ نیکی اور برائی برابر نہیں ہوسکتی لہذا تم برائی کا جواب بہترین طریقہ سے دو کہ اس طرح جس کے اور تمہارے درمیان عداوت ہے وہ بھی ایسا ہوجائے گا جیسے گہرا دوست ہوتا ہے۔

یہ صفت صرف ان لوگوں کے لئے بیان ہوئی ہے جو بہت زیادہ صبر کرنے والے ہیں۔ برائی کو اچھائی سے دور کرنا صبر کی ایک قسم ہے امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک طویل حدیث میں فرمایا: جب مذکورہ آیت نازل ہوئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صبر کا مظاہرہ کیا لیکن جب لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اتنی تہمتیں اور لعن طعن کی جن سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دل تنگ ہوگیا تو خداوند متعال نے یہ آیت نازل فرمائی: وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّكَ يَضِيقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُولُونَ۔ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِنَ السَّاجِدِينَ (حجر: ۹۸ _ ۹۷)؛ اور ہم جانتے ہیں کہ آپ ان کی باتوں سے دل تنگ دل ہورہے ہیں۔ تو اب اپنے پروردگار کے حمد کی تسبیح کیجئے اور سجدہ گزاروں میں شامل ہوجایئے۔

## ۲۔ اعلی توقعات (حد سے زیادہ توقع رکھنا)

میاں بیوی کو چاہئے کہ اپنی ازدواجی زندگی کے آغاز ہی میں ایک دوسرے کو اپنے توقعات شئیر کریں؛ کیونکہ خوشگوار زندگی کا تعلق ایک دوسرے کی توقعات پر مبنی ہوا کرتا ہے۔ لیکن بدقسمتی سے آج کے معاشرے میں کچھ جوڑے ایسے ہیں جو ان اصولوں پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے شادی کرنے کے بعد قلیل عرصے میں بدل جاتے ہیں۔ آج کے معاشرے میں شریک حیات کی اعلی توقعات کی سب سے اہم وجہ آج کی معاشرتی طرز زندگی ہے۔ میاں بیوی کو ایک دوسرے پر حد سے زیادہ توقعات نہیں رکھنی چاہئے؛ کیونکہ ممکن ہے کہ بعض اوقات ایک دوسرے کی توقعات پر پورا نہ اتر سکیں جس کی وجہ سے ان کی ازدواجی زندگی خطرے میں پڑ سکتی ہے۔

### شوہر کا بیوی سے توقع رکھنا

مرد اپنی بیوی سے اہم توقع یہ رکھتا ہے کہ اس کی بیوی اس سے پیار اور محبت کرے۔ وہ صبا کی پری بننے کے بجائے ایک گھریلو خاتون بنے۔ ایک آدمی چاہتا ہے کہ اس کی بیوی بچوں کے لئے اچھی ماں بن جائے، اس کی بیوی اسے مکمل طور پر سمجھے، ہر حالت میں اس کی پیروی کرے تاکہ وہ گھر کے بارے میں سکون محسوس کرے اور اسی طرح وہ چاہتا ہے کہ اس کی بیوی اس کا، اس کے والدین اور تمام گھر والوں کا احترام کرے۔ بیوی سے مرد کی ایک اور توقع یہ ہوتی ہے کہ اس کی بیوی ہر وقت اس پر توجہ دے، اس کی مدد کرے اور اس کے فیصلوں کی حوصلہ افزائی کرے۔

### عورت کا اپنے شوہر سے توقع رکھنا

عورت جو توقعات اپنے شوہر سے رکھتی ہے ان میں سے کچھ اہم یہ ہیں: مرد کا عورت کی بات سننا، گھر کے کاموں میں اس کی مدد کرنا، بچوں کی پرورش میں اس کا ساتھ دینا، اس کی ہمیشہ اور ہر حال میں مدد کرنا، کام انجام دینے پر اس کا شکریہ ادا کرنا، اس کی تعریف کرنا، اسے تحفہ دینا، اس پر اعتماد کرنا اور اس پر توجہ دینا۔

### ۳۔ سوء ظن

امیر مومنین حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں: (مَن لَم یُحسِن ظَنَّہُ استَوحَشَ مِن کُلِّ اَحَدٍ) (تمیمی آمدی، ۱۳۶۶ش، ۲۵۴، ۵۳۳۳)؛ وہ شخص جو حسن ظن نہ رکھتا ہو، بد بین ہو اس سے سب ڈرتے ہیں اور وحشت محسوس کرتے ہیں۔ سوء ظن یعنی برا گمان کرنا اس کے مقابلے میں حسن ظن ہے جس کے معنی اچھا گمان کرنا ہے۔ قرآن مجید دوسروں کے بارے میں برے گمان کرنے سے منع کرتے ہوئے فرماتا ہے: یاایُّہَا الَّذِینَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا کَثِیراً مِنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ (حجرات: ۱۲)؛ اے ایمان والو اکثر گمانوں سے اجتناب کرو کہ بعض گمان گناہ کا درجہ رکھتے ہیں۔ ازدواجی زندگی میں اگر ایک عورت اپنے شوہر پر شک کرے یا شوہر اپنی بیوی پر شک کرے تو تحقیق کے ذریعے اسے ختم کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، کیونکہ اگر یہ شبہات اور مایوسی برقرار رہی تو زندگی میں تناؤ اور پریشانیوں کا باعث بنے گی۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ ہمیں دوسروں کے بارے میں جلد بازی سے فیصلہ نہیں کرنا چاہیے۔ اگر کسی خاندان میں کوئی عورت اپنے شوہر اور بچوں کے خلاف یا اپنے شوہر سے مایوسی کا مظاہرہ کرتی ہے تو ان کی زندگی اپنی مٹھاس کھو دیتی ہے اور زندگی ان کے لئے تاریک ہو جاتی ہے۔

### ۴ . موازنہ کرنا

یہ بات میاں بیوی کے علم میں ہونا چاہئے کہ اپنی ازواجی زندگی کو کبھی بھی کسی اور کی زندگی سے مقایسہ نہ کریں۔ اگر کوئی اس بات کا خیال نہ رکھے تو ان کی ازدواجی زندگی خطرے میں پڑ سکتی ہے، اس سے حوصلہ شکنی کے سوا کچھ نہیں ملتا، کیونکہ موازنہ اور مقایسہ خود ایک طرح کی تذلیل ہے اور اسے شریک حیات کی طرف سے فرد کے مسترد ہونے کی ترجمانی کرتا ہے۔ جو شخص ایسا کرتا ہے اس نے ایک بنیادی نکتہ، انفرادی اختلافات کے اصول پر توجہ نہیں دی ہے جب کہ قرآن انسانوں کے درمیان فرق کا قائل ہے۔ اسی مطلب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے خالق لم یزل فرماتا ہے: (وَقَدْ خَلَقَكُمْ أَطْوَارًا) (نوح: ۱۴)؛ جب کہ اسی نے تمہیں مختلف انداز میں پیدا کیا ہے۔

موازنہ کا تسلسل بعض اوقات گھریلو ماحول میں لڑائی اور جارحیت کا سبب بنتا ہے اور امن کو تباہ کر دیتا ہے ۔ خاندانی ماحول میں لڑائی کا تسلسل اس کی بقا کو خطرے میں ڈال دیتا ہے۔ مقابلہ کا نتیجہ عدم استحکام یا طلاق کے سوا کچھ نہیں ہے۔

### نتیجہ:

انسانی اور اخلاقی کمال کے حصول کے لئے ائمہ معصومین علیہم السلام کی پاک سیرت ہمارے لئے زندگی کے تمام مراحل میں نمونہ عمل ہے، ان کے تعلیمی اور تربیتی سیرت پر عمل کرنا انسانی زندگی کے تمام مراحل میں خاص طور پر ازدواجی زندگی کے میدان میں خوشی کی ضمانت ہے۔ ازدواجی زندگی کے استحکام اور مضبوطی میں بہت سارے عوامل موثر ہیں، جن میں سے کچھ اہم عوامل کو اس مضمون میں زیر بحث لائے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں: محبت، احسان، قدردانی اور شکر گزاری، ادب و احترام، معافی مانگنا اور معافی، رازداری، مذہبی عقائد کو تقویت دینا، جذباتی اور سنجیدہ امور پر دھیان دینا، گفتار اور برتاؤ میں دیانتداری، تحائف دینا۔ ازدواجی زندگی کو تباہ کرنے والے عوامل کا ذکر مندرجہ ذیل ہے: لڑائی جگڑا، غیر اخلاقی اور بری زبان، اعلی توقعات، سوء ظن اور موازنہ کرنا۔

## منابع و مآخذ


۱. قرآن کریم
۲. ابن منظور، محمد بن مکرم، ۱۴۱۴ق، لسان العرب، بیروت: دار صادر؛
۳. اصفہانی، ابوالفرج، ۱۳۶۸، الاغانی، ناشر: انتشارات علمی و فرہنگی؛
۴. افروز، غلامعلی، ۱۳۸۹ش، روان شناسی: ہمسران برتر، تہران، انجمن اولیاء و مربیان؛
۵. اکبری، محمود، ۱۳۸۰ش، زندگی شیرین: قم، گلستان ادب، چاپ دوم؛
۶. اکبری، محمود، ۱۳۸۶ش، صمیمانہ با عروس و داماد: قم، نور الزہراء، چاپ دہم؛
۷. انوری، حسن، ۱۳۸۱، فرہنگ بزرگ سخن، انتشارات: سخن، مکان چاپ: تہران؛
۸. پاینده، ابو القاسم، ۱۳۸۲ش، نہج الفصاحۃ، ناشر: دنیای دانش؛
۹. تمیمی آمدی، عبد الواحد بن محمد، ۱۳۶۶ش، تصنیف غرر الحکم و درر الکلم، ناشر: دفتر تبلیغات؛
۱۰. تمیمی آمدی، مترجم: دکتر سید جلال الدین محدث، ۱۳۸۴، شرح غرر الحکم و درر الکلم، ناشر: دانشگاہ تہران؛
۱۱. راغب اصفہانی، حسین بن محمد، ۱۴۱۲ ق، المفردات فی غریب القرآن، دمشق بیروت: دار العلم الدار الشامیۃ؛
۱۲. رفیعی محمدی، ناصر، ۱۳۹۷، سخنرانی ہای استاد رفیعی: ویژہ خانوادہ، ناشر: دار المبلغین؛
۱۳. السیوطی، جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر، بی تا، الجامع الصغیر: بیروت، دار الفکر؛
۱۴. صدوق، ابن بابویہ محمد بن علی، ۱۴۱۳ق، من لایحضرہ الفقیہ، ناشر: دفتر انتشارات اسلامی؛
۱۵. طباطبائی، سید محمد حسین، ۱۳۸۸ش: تفسیر المیزان، قم: دفتر انتشارات اسلامی؛
۱۶. طوسی، شیخ طوسی، ۱۴۱۴ق، الامالی، ناشر: دار الثقافہ؛
۱۷. عاملی، حر، ۱۴۱۴ق، وسائل الشیعہ، ناشر: آل البیت؛
۱۸. کلینی، محمد بن یعقوب، ۱۴۰۷ق، الکافی، تہران: دار الکتب الاِسلامیۃ؛
۱۹. مجلسی، محمد باقر بن محمد تقی، ۱۴۰۳ق، بحار الأنوار (ط _ بیروت)، ناشر: دار إحیاء التراث العربی، بیروت؛

۲۰. محمدی ری شہری محمد، ۱۳۸۷، تحکیم خانوادہ از نگاہ قران و حدیث، مترجم حمید رضا شیخی: قم دار الحدیث؛
۲۱. معین، محمد، فرہنگ معین، ۱۳۶۰ش. تہران: انتشارات امیر کبیر؛
۲۲. مہدوی کنی، محمد سعید، ۱۳۸۶، دین و سبک زندگی، تہران: دانشگاہ امام صادق؛
۲۳. نوری، حسین بن محمد تقی، ۱۴۰۸ ہ۔ق، مستدرک الوسائل و مستنبط المسائل: موسسہ آل البیت علیہ السلام، الاحیاآ التراث؛
۲۴. الہندی، علاء الدین علی بن حسام الدین المتقی، ۱۴۰۹ہ.ق، کنز العمال فی سنن الاقوال و الافعال: بیروت، مؤسسۃ الرسالۃ؛
۲۵. ورام بن ابی فراس، مسعود بن عیسی، ۱۴۱۰ق، مجموعۃ ورّام، ناشر: مکتبہ فقیہ، قم؛